مولانا سعید احمد مکۃ المکرمۃ

دینی مدارس (ضرورت، اہمیت اور کردار)
(۲)

دینی مدارس کمرشل ادارے نہیں

ہمارے دینی مدارس کی اساس للہیت پر قائم ہے یہ تعلیمی اڈے نہیں جہاں فیس وغیرہ حاصل کر کے تعلیم برائے تجارت دی جائے بلکہ یہ مدارس طلبہ کے قیام وطعام، لباس اور دیگر ضروریات کی کفالت کرتے ہیں، ان اداروں کا انتظام وانصرام حکومتوں کے بجائے غریب عوام اور مخیر حضرات کے تعاون سے ہوتا ہے۔ بلکہ بعض ادارے تو حکومتی امداد کو قبول بھی نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ کسی سیاسی تنظیم کے آلہ کار یا کسی حکومت کے ایجنٹ بھی نہیں ہو سکتے۔ ان اداروں کے اس استقلال اور ان کے فضلاء کا تشدد تو نہیں بلکہ تمسک فی الدین اعدائے اسلام کے علاوہ اپنی قوم کے ملحد و بے دین افراد کے لیے ہمیشہ باعث خطرہ رہتا ہے،

دینی مدارس کی ہمارے ملک میں ایک تاریخ ہے۔ ان کے فضلاء اور طلبہ کو راسخ العقیدہ اصول دین، نظریہ اور عقیدہ پر ہر قربانی دینے والے اور زندگی کے مقررہ نصب العین کی طرف بلاخوف وخطر گامزن پایا ہے۔ اگرچہ بعض افراد کے عمل میں کوتاہی ہو، مگر یہ عمومی حالت کا بیان ہے، پھر استثنا تو ہر جگہ موجود ہوتی ہے

تمسک بالدین کی سزا

اعدائے اسلام نے ان کو متشدد، بنیاد پرست، اصول پرست، الغرض اپنی مرضی مطلب کے جن جن القابات سے نوازا اُن کے عزم وہمت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ بلکہ الحمد للہ اب تو ہمارے معاشرہ کے نوجوانوں کی اکثریت ان القابات پر فخر کرتی ہے۔ کیوں کہ یہ القابات محض دینداری کی بنا پر ہی دیئے جاتے ہیں،

اہل دین کے مقابلہ میں کٹر لادین طبقہ کا وجود

ہمارے دینی مدارس کی برصغیر میں اس روشن کارکردگی کو دیکھ کر تقسیم سے بہت پہلے انگریز اہل فکر کو ان کی تقلید کا خیال پیدا ہوا۔ چونکہ ہمارے دینی مدارس کی اکثریت رہائشی ادارے IDENTION INSTITUTES کی ہے۔ اور وہاں کے فضلاء اپنے تمسک میں ضرب المثل تھے۔ تو انگریز نے اپنے دور استعمار میں ایسے کئی ادارے اپنے بڑے قائدین کے نام پر برصغیر میں قائم کئے۔ تاکہ وہاں کٹر لادین پیدا کئے جائیں۔ ان میں ہماری نسل کے مخصوص طبقہ کے لوگ تعلیم حاصل کریں۔ جن کا رنگ تو سرخ ہو مگر خون بالکل سفید۔ فکر و دل مغربی قلب ایمان سے خالی یا ضعیف اور قالب اسلامی معاشرے سے بالکل عاری، چال، ڈھال، زبان و کلچر بدیسی۔ ان اداروں کے فضلاء انگریزی حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں۔ اور یہ دیسی استعمار انگریزی استعمار کے کٹر نمائندے بن کر اپنی ہی ملت اور قوم کے افراد پر حکومت بھی کریں اور ان کے دین اور تہذیب وثقافت سے تمسخر

شریعت کو اس زمانے میں ناقابل اصلاح یا ناقابل عمل قرار دے کر اس کی جگہ استعمار کے نظام زندگی کو اختیار ِ نے کی ترغیب بھی دیں اور اس کے لیے جد و جہد بھی کریں۔ اس طرح اپنے آقاؤں کی نمک خواری کا حق ادا کریں یا ِ ر اہل دین کے خلاف اپنے ہر اقدام میں نیز ملکی مفاد کو قربان کرتے ہوئے اپنے آقاؤں سے ڈکٹیشن لیں، ِ یں کے منصوبوں کو یہ نام نہاد مسلم زعماء اپنے ہاتھوں پایۂ تکمیل تک پہنچا کر اپنی ملت و ملک سے غداری اور اپنے ِ اؤں سے وفاداری کے ثبوت مہیا کریں۔

یہی وجہ ہے کہ آج کے جدید استعمار اور عالمی غنڈے امریکا کے ایجنٹوں نے اپنے محب وطن و محب ِ ن اہل علم کو وہی القابات دیئے جو ان کے آقا پہلے دے چکے تھے۔ مزید ان کو اس طرح بھی مسلم عوام میں بدنام ِ ا کہ ان کی دینداری ہماری ترقی میں رکاوٹ ہے۔ بلکہ بڑی ڈھٹائی سے بعض مسلم حکمرانوں نے اعلان کیا (وزیر اعظم ِ لستان مسٹر بے نظیر نے) کہ ہمیں بنیاد پرستی یا ترقی ہر دو میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوگا۔ یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے۔

لبۂ دین کے اسباب اور اعدائے دین کا اضطراب

دوسری طرف اللہ نے غلبۂ دین کے اسباب پیدا فرمانا شروع کر دیئے، اور ِ نی دعوت کے نتیجہ میں دینی مدارس کے علاوہ اسکولوں، کالجوں بلکہ مذکورہ انگریزی اداروں کے طلبہ کی ایک ِ ری تعداد نور بصیرت سے منور ہو کر شریعتِ اسلامیہ کی عظمت سمجھنے لگے۔ ملک و ملت کے خلاف اعدائے اسلام ِ کے مکروہ عزائم ان پر آشکارا ہو گئے۔ اور وہ بھی دین کے دفاع اور شریعت کی تنفیذ کے جہاد میں علماء و فضلاء ِ ے ساتھ شریک جہاد ہو گئے۔

اللہ کی قدرت کہ یورپ میں مقیم مسلمانوں کی جدید نسل میں ہزاروں نوجوان نظام اسلامی کی برتری اور دیگر ِ ظامہائے حکومت جمہوریت وغیرہ کی نحوستوں کو واشگاف الفاظ میں بیان کرنے لگے ان نوجوانوں نے اس ِ پیغام کو عام کرنے کی جد و جہد تیز کر دی کہ مسلم امت کی عزت اور شرف صرف اور صرف بلاد اسلامیہ میں تنفیذ شریعت ِ ور اقامتِ جہاد میں ہی ہے تو کفر کے ایوان مسلم امت کے نوجوانوں کے دین کی طرف رجوع اور اس کی خاطر ِ ربانی کے جذبہ سے مضطرب ہونا شروع ہو گئے اور اس ابھرنے والی اسلامی قوت کو دبانے کی تدابیر کرنے لگے۔

علاوہ ازیں جہادِ افغانستان میں شریک بلاد اسلامیہ کے نوجوان جب اپنے اپنے ملکوں میں واپس لوٹے تو ِ نہوں نے کفر کے نظاموں کو کھلا چیلنج اور استعمار کے ایجنٹوں، اپنے حکمرانوں سے شدت کے ساتھ تنفیذ شریعت کا مطالبہ کر دیا۔ یہ بات ان ممالک کے استعمار سرپرست حکمرانوں کے لیے بہت پریشانی کا باعث بنی۔

بلاد اسلامیہ اور ان کے دیندار عوام اور دینی مدارس کے فضلاء کی یہی مجموعی صورت حال اعدائے اسلام اور لادینی کے مغربی آقاؤں اور ان کے ایجنٹوں کے اضطراب و پریشانی کا موجب ہے کہ ان کی ہزارہا کوششوں

اور متنوع جدوجہد کے باوجود اہل دین قوت پکڑ رہے ہیں یا ان کی عددی قوت بڑھ رہی ہے، یہ لوگ اپنی دینی آزادی کا سودا کرنے والے نہیں ہیں تو اب حل صرف یہ ہے کہ ان رصدگاہوں کا رخ کیا جائے جہاں سے یہ لوگ ایمانی، روحانی اور فکری تقویت حاصل کر کے اپنے جذبات کو تازگی بخشتے ہیں، اور یہ بلاد اسلامیہ کے دینی مدارس ہی ہیں جو اپنے خاص اور خالص طریق کار سے ان فدائی اور دین کے پروانوں کو پروان چڑھاتے ہیں۔ جنہیں کوئی طمع یا خوف اپنے نصب العین سے نہیں ہٹا سکتا۔ وطن عزیز کی بدقسمتی کہ وہاں کی موجودہ حکومت جو پہلے ہی سے دین سے، بنیاد پرستی سے آزادی کے نام پر امریکی کلچر کی درآمد بیزاری کی دعویدار ہے اور دینی جماعتوں و محب وطن افراد کے خلاف اپنے اقدامات اور اپنی لادینی پالیسیوں کی وجہ سے معروف ہے اس لئے بھی موقعہ کو غنیمت جانا اور اس نے بھی ان ہی مدارس دینیہ کو نشانہ بنایا تاکہ پاکستان کے مدارس دینیہ کو غلام بنا کر شام، مصر اور الجزائر جیسے حالات پیدا کریں۔

قرآن وسنت اور شریعت اسلامیہ کے یہ داعی اور نقیب ادارے جو اللہ کے فضل وکرم اور مسلم عوام کے تعاون سے چل رہے ہیں ان کا خاتمہ تو کسی بھی لادینی حکومت کے بس میں نہیں بلکہ اس کے زوال کا باعث ہی ہو سکتا ہے۔ مگر ان میں اصلاح وترمیم کے نام سے امریکن آقاؤں کے اشاروں پر اپنے اور ان کے مذموم مقاصد کی تنفیذ کی خاطر مختلف ہتھکنڈوں اور ان مدارس دینیہ پر بے بنیاد الزامات لگا کر پھر نامناسب اقدامات کر کے شاید حکومت کے لیے مغربی آقاؤں سے کچھ قرب کا ذریعہ بن سکے اور ان کے مذموم مقاصد کی تنفیذ کی راہ ہموار ہو سکے، ہم ضروری جانتے ہیں کہ ان سطور میں اب پاکستان کے مدارس دینیہ کے بارے میں ان پر عائد کردہ حکومتی الزامات اور اقدامات کا تجزیہ پیش کریں۔ جو نمبروار تحریر کیا جاتا ہے۔

موجودہ حکومت پاکستان کا خیال ہے کہ!

(۱) مدارس دینیہ کے نصابات ملکی مفاد سے ہم آہنگ نہیں۔ لہذا ان نصابات کو تبدیل کرنے کے لیے اقدامات کئے جائیں گے،

اس سلسلے میں دو امر قابل غور ہیں۔

ا۔ مدارس کے قیام کے اہداف کا مطالعہ۔

ب۔ مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے مقصد کا مطالعہ

مدارس کے سلسلہ میں تو عرض ہے کہ ان کی تاسیس کا ہدف عالی تو قرآن وسنت شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے ماہرین پیدا کرنا ہے، اور اسلام کے محاسن اور تعلیمات کو مسلم امت کے افراد ومعاشرے میں عام کرنا ہے، رہی وطن عزیز ارض پاک کی تاسیس تو وہی نظریۂ پاکستان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس کی اساس ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمارا اولین ملکی مفاد اسلامی نظام کا کامل و مکمل طور پہ نفاذ ہے، بقیہ مفادات ثانوی درجہ رکھتے ہیں، اسلام اور پاکستان دونوں لازم و ملزوم ہیں، پاکستان اگر جسد و جسم ہے تو اسلام اس کی روح و جان ہے۔

ہر دو کی خدمت و حفاظت اور اس کی خاطر قربانی ہی محب وطن ہونے کی علامت ہے۔

اور مدارس دینیہ جو کتاب و سنت، شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے لیے وقف ہیں تو وہ اس ملک کی نظریاتی حدود کے محافظ و نگران ہیں، رہی ان کے نصاب کی بات تو قرآن تو اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اور بلا تحریف و تغیر آج تک محفوظ ہے اور رہے گا جو شریعت اسلامیہ کی اصل الاصول ہے، اور سنت تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات و تقریرات کا مجموعہ ہے جو سلف امت نے حدیثی مجموعہ کی صورت میں محفوظ فرما دیا۔ اور فقہائے اسلام نے ان کی تشریحات اسلامی فقہ کی شکل میں مرتب کر دیں۔ اور مفسرین عظام نے سلف کی ان تشریحات کو اپنی تفاسیر میں تحریر کر کے امت کے سامنے شریعت کا مجموعہ پیش کر دیا تاکہ آئندہ نسلیں اس سے استفادہ کرتی رہیں۔ یہی مدارس دینیہ کا اعلیٰ نصاب ہے۔

البتہ وہ علوم جو قرآن و سنت کی فہم میں معاون و ممد ثابت ہو سکتے ہیں، یا نئی تحریرات جو اکابر علمائے امت نے اس دور کی مناسبت سے تحریر کی ہیں یا نئے مسائل کے حل پیش کئے ہیں تو ان سے استفادہ یا بطور نصاب شامل کرنے کا کس کو انکار ہے؟ نئی تالیفات اور جدید طرق تدریس سے استفادہ یا اس کے لیے نئی مقررات جو دور حاضر کی ذہنی استعداد کے موافق ہوں اس پر کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر اس کا فیصلہ کون کرے گا؟

کیا حکومت کی تشکیل کردہ اسلامی نظریاتی کونسل! جس کے چیئرمین شریعت اسلامیہ کے حروف ابجد سے بھی ناواقف ہیں، یا اس کا فیصلہ وہ ماہر اساتذہ کریں گے جو برسہا برس سے تدریس علوم شرعیہ کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ مناسب تبدیلیاں کرتے ہی رہتے ہیں اور قبول کرنے کے لیے بھی تیار ہیں،

(۲) مدارس کی آڈٹ حکومت کے دل میں مدارس کی آڈٹ کا جذبۂ خیر بھی موجزن ہے۔ ان مدارس پر غریب مسلم عوام ان س اور مخیر حضرات کا پیسہ صرف ہوتا ہے، مگر حکومت حریص ہے کہ ان کا آڈٹ خود کرے۔ جب کہ ہمارے عوام مطمئن ہو کر بطیب خاطر اپنی وسعت سے بڑھ کر ان مدارس پر خرچ کر رہے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف اہل اقتدار اپنے بیرونی اسفار اور اندرونی عیش و عشرت پہ پاکستانی غریب عوام کے بیت المال سے کروڑوں روپیہ بلا حساب اور بلا خوف و خطر خرچ کریں جن کا کوئی آڈٹ وغیرہ نہیں اور ان کے ایک سفر کے اخراجات ہزاروں مدارس کے سالانہ بجٹ سے بھی بڑھ کر ہیں، اور

اگر کوئی استفسار کرے تو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بن جائے۔ مدارس کے یہ نام نہاد مصلح خود "ہتھڑ ہضم، لکڑ ہضم" کا مصداق ہیں، جب کہ ہر مدرسہ کے حسابات حکومت کے منظور شدہ آڈٹ کے ادارے آڈٹ کرتے ہیں، اور ہر مدرسہ اپنی سالانہ روئیداد میں ان کو شائع بھی کرتا ہے۔ کیا ان عیش و عشرت پجاریوں نے بھی کبھی اپنی فضول خرچیوں کی روئیداد میں ان کو شائع کی ہے؟

(۳) بیرونی امداد دینی مدارس کے بارے میں حکومت نے یہ بھی اعتراض اٹھایا ہے کہ ان کو بیرونی ممالک سے مالی امداد ملتی ہے۔ جب کہ اہل ہوس و اقتدار چاہتے ہیں کہ وہ بھی ان کے قبضہ میں آجائے تاکہ وہ اس کو بھی اپنی عیش و عشرت پہ بآسانی خرچ کرسکیں اس سلسلہ میں عرض ہے کہ بیرونی ممالک میں مقیم ہموطن جب ان مدارس کی کامیاب کارکردگی کا مشاہدہ خود کرتے ہیں اور مقابلتاً جیسا کہ ہمارے وطن کے دینی اداروں کی کارکردگی بیرونی ممالک کی دینی جامعات (اور ہماری عمومی جامعات) سے کہیں بڑھ کر ہے کیوں کہ مدارس عربیہ والے تو معمولی بجٹ سے ہزاروں طالبان دین کو تعلیمی زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی رہائش و طعام کا بھی انتظام کرتے ہیں تو بیرون ملک ہم وطن ان ہی مدارس کو اپنی معاونت کا سب سے بڑا مستحق جان کر ان کو امداد بھیجتے ہیں۔

مدارس عربیہ کی خدمات ان مدارس کے فضلاء و علماء اندرون ملک و بیرون ملک وطن و قوم کی وہ خدمات انجام دے رہے ہیں جن پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ ان ہی کی وجہ سے ملک کا نام روشن ہے۔ ہم نے خود یورپ اور امریکا کے اسفار میں اسی بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں کی مساجد کے محراب و منبر اور مدارس و دیگر درس گاہوں کو ارض پاک ہی کے فضلاء نے رونق بخشی ہوئی ہے اور وہی وہاں اشاعت اسلام کے لیے دن رات محنت کر کے پاکستان کا نام روشن کر رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان ممالک میں پاکستانی کلچر کی حفاظت خصوصاً نئی نسلوں کا وطن عزیز سے فکری رابطے کا سہرا بھی ان ہی مدارس کے فضلاء کے سر ہے جو اپنی نئی نسلوں کو اپنی تہذیب و ثقافت پر فخر کرنے کی عملی تربیت کر رہے ہیں ان مدارس دینیہ نے دینی ضروریات میں صرف اپنے ملک کو ہی نہیں بلکہ اپنی نسلوں کو بیرون ملک میں خود کفیل کر دیا ہے۔ اس لیے وہ یہ خوب سمجھتے ہیں کہ ہمارے مالی تعاون کے سب سے بڑھ کر مستحق ہمارے ملک کے دینی ادارے ہی ہیں۔ لہذا بیرون ملک بسنے والے دینی مخیر حضرات اپنے ملک کے دینی اداروں سے مالی تعاون کرتے ہیں،

کچھ تقابل دینی اور عصری اداروں کا اگر تقابل کیا جائے تو ہمارے عصری تعلیمی اداروں کی اگرچہ افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، مگر مدارس کے تقابل سے دیکھیں تو ان جامعات کے طلباء کروڑوں روپے کے زرمبادلہ سے غیر ملکی جامعات میں عصری علوم کو حاصل کرتے ہیں۔ مگر آج تک

کسی میدان میں ملک کو خود کفیل نہیں بنا سکے ، وہ یا تو وہاں جاکر اپنے انکار کو اور اپنی نسلوں کو اغیار کے انکار میں تبدیل کرکے لوٹتے ہیں یا اپنی نسلوں کو اغیار کی نسلوں میں گڈمڈ کرکے ندامت کے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ الّا ماشاءاللہ،

روشن مثال

تدریس علوم اسلامیہ، محراب ومنبر کے خطبات کے علاوہ افضل الأعمال تدریس قرآن اور خصوصاً تحفیظ قرآن کے سلسلہ میں تو ہمارے وطن عزیز پاکستان کے دینی مدارس کے فضلاء وحفاظ کرام نے تاریخ میں روشن مثالیں قائم کرکے ملک وقوم کا نام بھی روشن کیا ہے۔ صرف چند سال پہلے بلاد عربیہ میں اکثر مساجد کے ائمہ قیام اللیل کے ایام میں قرآن مجید کھول کر اس سے دیکھ کر پڑھتے، تجوید کے قواعد کی رعایت تو دور کی بات ہے۔ حالانکہ قرآن ان ہی کی مادری زبان میں نازل ہوا۔ آج آپ جو بلاد عربیہ اور خصوصاً سعودی عرب میں صلوٰۃ قیام اللیل میں ان کو دیکھنے اور قواعد وتجوید کے ساتھ قرآن مجید سننے کی جو سعادت حاصل کر رہے ہیں اس کا سہرا بھی وطن عزیز کے ان مدارس دینیہ ہی کے سر ہے۔

اس سلسلہ میں شیخ محمد یوسف سیٹھی مرحوم کا نام نور کے حروف سے تاریخ میں لکھا جائے گا جنہوں نے اس کمی محسوس کیا اور اس کی فکر کرتے ہوئے پاکستان کے مدارس دینیہ کے حفاظ وقراء کی ایک ٹیم کو بلاد عربیہ خصوصاً سعودی عرب میں بھجوایا، یہ لوگ "جماعت تحفیظ القرآن" سعودیہ کے اولین بانی مدرسین ہیں۔ جنہوں نے نہایت ہی قلیل تنخواہ پر قناعت کرتے ہوئے تحفیظ قرآن کے مکاتب کھولے اور اپنی محنت شاقہ سے چند ہی سالوں میں ان مکاتب کی تعداد کو سینکڑوں تک پہنچا دیا۔ پھر اس ادارہ کے فارغ التحصیل حفاظ کرام ہزاروں کی تعداد میں نہ صرف سعودی عرب کی مساجد کے لیے خود کفیل ہو گئے بلکہ آسٹریلیا، یورپ اور امریکہ کی مساجد میں رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح کی امامت کے لیے جاتے ہیں،

اسی طرح سیٹھی مرحوم نے ایک ٹیم افریقی ممالک میں بھیجی۔ جن کے ذریعہ سے آج افریقی طلبہ حفاظ وقراء بن کر وطن بابالؓ میں نور قرآن سے اپنے ممالک کو منور کر رہے ہیں۔

مخصوص فرقہ کی مصروفیات

ہاں البتہ ایک مخصوص طبقہ کہ جس کے کردار سے حکومت بھی خوب آگاہ ہے۔ اور جس کو بیرون ممالک ایک ایسی حکومت کی سرپرستی حاصل ہے جو اپنے نام نہاد اسلامی انقلاب کو درآمد کرنے کی تگ ودو میں دن رات کوشاں ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس کی فکر کرے اگر موجودہ حکومت اس کے خلاف کیسے کارروائی کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی کی کوششوں سے کون بے خبر ہے۔

مشنری ادارے اور حکومت کا رویہ بیرون ممالک میں مقیم اپنے ہموطن احباب کی طرف سے ملنے والے زرمبادلہ جو کہ خالصتاً اسلام کی نشر واشاعت کے لیے صرف ہوتا ہے حکومت کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے، مگر بیرونی ممالک کے N.G.O.s جو مختلف ممالک سے آکر رجال کار اور مادی وسائل سے خالص گمراہی پھیلا رہے ہیں، ان کی طرف سے حکومت نے آنکھیں اس لیے بند کر رکھی ہیں کہ وہ تو ان کے آقاؤں کے پیغام بردار ہیں جو الحاد و زندقہ اور ارتداد جیسی مہلک بیماریوں کی سوغات سے پاک اہل وطن کو پلید کرنے کی انتھک کوششوں میں رات دن کوشاں ہیں۔

(۴) جہادی تربیت اور اس کا مصرف دینی مدارس پر ہجوم اور حملہ کے جواز میں موجودہ حکومت پاکستان نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض دینی مدارس میں طلبہ کو اسلحہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ لہذا جن مدارس میں فوجی تربیت دی جاتی ہے ان پر مکمل پابندی عائد کی جائے گی۔

شاید حکومت دہشت گردی کے خاتمہ کا نیک عزم رکھتی ہے! ملک میں کھلم کھلا دہشت گردی کے وجود سے انکار نہیں۔ اس کا استحصال نہایت مستحسن اقدام ہے۔ مگر اس نیک مقصد کے حصول کے لیے اگر اخلاص ہو تو مندرجہ ذیل امور پر غور کرنا ضروری ہے تاکہ دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑا جا سکے۔

دہشت گرد کون ہے؟ سوال یہ ہے کہ دہشت گرد کون ہے؟ مدارس دینیہ یا کوئی اور۔ ! کن لوگوں کے تعلیمی ادارے اور عبادت گاہیں دہشت گردی کی تربیت کے اڈے ہیں؟ — کن تعلیمی اداروں کے طلبہ اسلحہ کی نمائش کرتے ہیں؟ —

یہ باتیں حکومت کے علم میں ہیں اور ذمہ داران حکومت کئی بار اخبارات کی شہ سرخیوں کے ساتھ بتا چکے ہیں، بلا شک ملک میں جرائم پیشہ افراد اور بعض دیگر حلقے اس ناپاک عمل میں ملوث ہیں۔ اس مخصوص طبقے کے بعض دینی، تعلیمی اداروں میں اس کی تربیت کا بھی حکومت نے اعتراف کیا ہے مگر کاروائی — آخر کیوں نہیں؟

فرقہ واریت کے نام سے بھی دہشت گردی ہو رہی ہے جس میں بیرونی طاقتیں ہر دو طبقوں کے افراد کو آلہ کار بنانے کی کوششوں میں ہیں۔ مگر فرقہ واریت کے علاوہ کھلم کھلا دہشت گردی اور بیرونی ایجنٹوں کے کام سے حکومت کیوں آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔

پھر عصری یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ کی تنظیمیں، ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں کی ذیلی شاخیں ہیں جو اپنے اپنے سیاستدانوں کے لیے آلۂ کار بن کر دہشت کرتے ہیں۔ دہشت گردی کی اس پوری تفصیل میں دینی مدارس کے طلبہ کا نام آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے،

اگر بعض مدارس اپنے طلبہ کو عسکری تربیت دیتے ہیں تو کیا N.C.C. این۔سی۔سی کی ٹریننگ ارض پاک

کی حفاظت اور دفاع کے لیے ضروری نہیں، اگر ہے تو دینی مدارس کی عسکری تربیت پر جن کے "ابواب الجہاد" ان کے نصابات میں شامل ہیں اعتراض کیوں؟

پھر دینی مدارس کے طلبہ نے جو عسکری تربیت لی اس کا مصرف کبھی مقابل کے فرقے نہیں رہے بلکہ یہ پہلے تو جہاد افغانستان میں اب جہاد کشمیر میں مصروف ہیں، اور الحمدللہ دونوں مقدس جہادوں میں دینی مدارس کی کثیر تعداد شریک جہاد رہی ہے۔

الٹی منطق مگر امریکہ بہادر کو تو پاکستان کی دہشت گردی کے خاتمہ کی فکر نہیں کہ طلبہ کی سیاسی تنظیموں پر پابندی کا حکم صادر کرے۔ یا بیرونی ایجنٹوں پر نظر رکھنے میں یا پیشہ ور مجرموں کی سرکوبی میں تعاون کر کے پاک وطن کو دہشت گردی سے پاک کرے بلکہ اسے تو صرف دینی مدارس کی جہادی قوت توڑنے کی فکر ہے۔ اور اس کے گماشتے اس کی خاطر دینی مدارس کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔

ناصحانہ کلمہ دینی مدارس کے بارے میں بہت سے ارباب حکم حقائق سے بے خبر سُنی سنائی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان مدارس کے معادی فریق کا کردار ادا کرتے ہیں۔ گذشتہ بحث سے ان دینی مدارس کے بارے میں الزامات و اقدامات کے تجزیے سے مخلص محب وطن اور انصاف پسند ارباب حکم سے توقع ہے کہ وہ اعداءِ اسلام کی رضا کی خاطر مقدس اداروں کے تقدس کو پامال کرنے کی بجائے ان اقدامات سے نہ صرف باز رہیں گے بلکہ اللہ کے حضور ان عزائم سے توبہ بھی کریں گے۔

کیونکہ قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صداؤں سے معمور ادارے اور ان سے تعلیم لینے والے اور ان میں تعلیم دینے والے اور اس کا اہتمام کرنے والے سبھی اللہ کے خواص ہیں (جن کو حق تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔) ان سے عداوت غیرت الٰہی کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ جو کسی لحاظ سے بھی ارباب اقتدار کو راس نہ آئے گی نہ پہلے آئی ہے۔

دعوتِ فکر اگر وہ باز آئیں تو بہتر ورنہ یہ بھی ارباب علم و فکر پر ان سطور کی تحریر سے واضح ہو گیا ہو گا کہ موجودہ ارباب حکومت کن اغراض و مقاصد اور کن کے "پریشر" دباؤ میں آکر دینی مدارس کی اپنے ڈھنگ (اطوار) سے اصلاح چاہتے ہیں۔ اور ان کو اصل مقاصد سے ہٹا کر اپنے مخصوص مفاد کے لیے کس طرح کام لینا چاہتے ہیں۔ جب کہ نام تو ملکی مفاد کا بدنام کرتے ہیں جو محض ایک دھوکا دہی ہے۔ پھر اہل مدارس کو پاکستان کے سیاسی افق پر موجود سیاسی جماعتوں کے بیرونی تعلقات اور ان کے فکری آقاؤں کا علم بھی ہو گیا ہو گا۔ اور وہ آسانی سے ان میں سے ملک و ملت کے بہی خواہوں اور غداروں میں تمیز کر سکیں گے۔

مگر اہل مدارس حضرات طلبہ ، مدرسین مدارس کے منتظمین و معاونین سے امید ہے کہ وہ ان حالات میں شرعی قاعدہ (اھون البلیتین) کی عملی تنقید کا موقع ضائع نہ کریں گے۔

اہل مدارس کی خدمات میں گزارشات

دینی مدارس کے طلبہ ہوں یا مدرسین ناظمین و مہتممین یا معاونین سب ہی حضرات سے گذارش ہے کہ مدارس دینیہ کے خلاف اعدائے اسلام اور ان کے ایجنٹوں کی سازشوں سے نہ گھبرائیں بلکہ ثابت قدم رہتے ہوئے اس فتنہ عظیم کو سمجھیں اور اس کے تدارک کی فکر کریں۔

مقصد یہ نہیں کہ وہ آنکھیں بند کرلیں بلکہ دین کے خلاف اس عالمی سازش کا اسی پیمانہ پر معالجہ کرنے کی تدابیر اختیار کریں۔

(۲) یہ احوال اہل دین کو مایوس کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کو خواب غفلت سے جگانے اور شعور فرض شناسی بیدار کرنے کے لئے ہیں، تاکہ واجبات مدرسی میں جو کمی اور کوتاہی اور ضعف ان حضرات میں پیدا ہوچکا ہے اس کی اصلاح کی فکر لاحق ہو۔ اور وہ اپنے نصب العین کے لیے زیادہ اخلاص اور للہیت سے جدوجہد کریں،

(۳) ایسے احوال ہمیشہ رجال کار پر آتے رہتے ہیں۔ طالبان حق کو ان کے نصب العین اور نیک مقاصد سے ہٹانے کے لیے ان پر اقتصادی دباؤ ڈالنے کی مثال خود سیرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتی ہے،

منافقین مدینہ کے کردار کے سلسلہ میں قرآن کریم نے نقل فرمایا "جب منافقین مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی ترقی سے گھبرا گئے تو کہنے لگے،

"لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا" (ان کا خرچہ بند کرو) مگر طالبان دین اس کردار کا مقابلہ کرنے کے لیے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اس مسکت جواب کو یاد رکھیں جو اہل دین پر اقتصادی پابندیاں عائد کرنے والوں کو قرآن مجید و فرقان حمید نے اپنے بندوں کو مادی طور پر بے فکر کردیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

"وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ" (القرآن)

(ترجمہ) آسمانی اور ارضی خزانوں کے (یہ لوگ تو مالک نہیں) بلکہ وہ تو اللہ کے لئے ہیں۔ مگر یہ فہم و فراست سے عاری ہیں،

(۴) ان حالات کے پیش نظر اہل مدارس کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو کما حقہ انجام دیتے ہوئے بکمال رغبت و رہبت اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اور (فی السماء رزقکم وما توعدون) کے وعدہ پر مضبوطی سے عمل پیرا ہیں - اہل زمین کی عداوت سے نہ گھبرائیں کیوں کہ ان کا رزق آسمانوں میں ہے، پھر اہل زمین سے

خوف کیوں ؟

لہٰذا ضروری ہے کہ رجوع الی اللہ ، انابت الی اللہ اور اپنے اسلاف کی طرح توکل علی اللہ کو اپنا شیوہ بنائیں ۔

(د) حضرات مہتممین و ناظمین سے گزارش ہے کہ وہ اس امانت کو جو اللہ تعالیٰ اور اہل اسلام کی طرف سے ان کے سپرد کی گئی ہے ۔ اور یہ امانت فرزندان ملت اسلامیہ یعنی طلبہ کی صورت میں ان کے پاس ہو ، یا ان پر صرف کئے جانے والے اموال و اسباب ہر دور میں تقویٰ اللہ کو اپنا شعار بنائیں ، اور اس سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس رحمہ اللہ کی روایت سے شیخین حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ و مولانا اشرف علی تھانوی رح کے پر حکمت کلمات کو قائد راہ بنائیں ۔

مہتمم حضرات کی راہنمائی کے لیے مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں ۔

"مہتمم وہ ہے جو عند اللہ ملعون نہ ہو اور عند الخلق مطعون نہ ہو"

اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فرمان ہے ۔

"مہتمم ولی مال یتیم ہے"

حق تعالیٰ شانہ مدارس دینیہ کی حفاظت فرمائے اور ان کے منتظمین معاونین اور محبین کو توفیق مزید بخشیں ۔ آمین

حقانی کتابیں

ایک مطالعہ و تعارف اور نقد و تبصرہ

مولانا سعید الرحمٰن علوی

●

مولانا عبد القیوم حقانی کی تصنیفات پر علمی ادبی جائزہ تجزیہ تبصرہ ، تنقید و تحقیق ، فکری استقلال کی دعوت ، اسلامی انقلاب کی منفرد آواز ، فکر و عمل کے نئے زاویئے بہترین علمی افادات ایک دیدہ ور کی نظر ، ایک ادیب کا بیان ، ایک مورخ کی زبان ، علمی ، ادبی ، تاریخی ، درسی ، تبلیغی اور تحقیقی ذوق رکھنے والے احباب کے لیے ایک انمول سوغات قیمت ۲۵ روپے

ادارۃ العلم والتحقیق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (نوشہرہ پاکستان)

اپنی جہاز راں کمپنی

پی این ایس سی

کے جہاز

سے مال بھیجئے

بروقت - محفوظ - باکفایت

پی۔این۔ایس۔سی برّاعظموں کو ملاتی ہے۔ عالمی منڈیوں کو آپ کے قریب لے آتی ہے۔ آپ کے مال کی بروقت، محفوظ اور باکفایت ترسیل برآمدکنندگان اور درآمدکنندگان، دونوں کے لئے نئے مواقع فراہم کرتی ہے۔

پی۔این۔ایس۔سی قومی پرچم بردار۔ پیشہ ورانہ مہارت کا حامل جہازراں ادارہ، ساتوں سمندروں میں رواں دواں

قومی پرچم بردار جہازراں ادارے کے ذریعہ مال کی ترسیل کیجئے

PNSC

پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن

قومی پرچم بردار جہازراں ادارہ

PARAGON

PNSC 2 88 PID - Islamabad